ہوئے داؤد رہبر کی ادبی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے۔ ان کی بنیادی حیثیت بہ طور عالم ادیان، شار اور مترجم کی ہے۔ اس حوالے سے ان کے ہم عصروں میں مقام و مرتبہ اور ان کی ادبی خدمات کا تعین کرتے ہوئے مقالے میں داؤد کے اسلوب کو ان کے افکار و نظریات سے اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

محاکمہ کے بعد ضمیمہ جات میں داؤد رہبر کی نایاب تصاویر، مکاتیب، غیر مدون تحریریں، اخبارات اور رسائل کے تراشے شامل کیے گئے ہیں جن میں داؤد کی تحریروں پر reviews اور ان کی وفات کے بعد تعزیت نامے شائع ہوئے۔ غیر مطبوعہ خطوط بنام نوید ریاض، عاصم کلیار، ڈاکٹر نعمان الحق اور ڈاکٹر وزیر آغا تفصیلی خط بھی شامل ہیں، انٹرنیشنل اسلامک کلوکیم میں پڑھے گئے مقالوں کی فہرست بھی اس نکتہ نظر سے پیش کی گئی ہے کہ داؤد کا مقالہ اس میں شامل نہیں کیا گیا تھا جس سے ان کی زود رنجی میں مزید اضافہ ہوا تھا۔

مقالے کے آخر میں مآخذات کی فہرست درج ہے۔ زیر نظر مقالے میں جن بنیادی و ثانوی مآخذات، کتب و رسائل، اخبارات و جرائد اور مقالہ جات سے مدد لی گئی ان کی فہرست ترتیب سے پیش کر دی گئی ہے۔

مقالے میں تحقیق کے اصول و ضوابط کا حتی الوسع خیال رکھا گیا ہے اور ممکنہ حد تک کوشش کی گئی ہے کہ داؤد رہبر کی رہ نوردی سے رہبری تک کے سفر کی داستان کو زمینی و زمانی حقائق کی روشنی میں بیان کیا جا سکے۔ زیر نظر مقالے میں راقمہ کی ممکنہ حد تک کوشش رہی کہ تحقیق کے تقاضے پورے کیے جائیں اور حقائق کو سامنے لایا جا سکے۔ مقالے میں غلط العام الفاظ کو درست املا کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے جیسے کہ اعلا، اژدہا، دعوا، علاحدہ وغیرہ اور اس کے لیے رشید حسن خاں کی کتاب ''املا کیسے لکھیں'' کو بنیاد بنایا گیا۔

تحقیق کے اس سفر کے بعد جب منزل قریب آ رہی ہے تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عقیدت و محبت کے ساتھ نذرانہ تشکر کہ جس نے مجھے ہر کٹھن مرحلے سے بخیر و خوبی نکالا اور معلم انسانیت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ درود و سلام، جنھوں نے انسانیت کو اندھیروں کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر عرفان و آگہی کے نور سے منور کیا۔

مقالے کی تکمیل میں جن ہستیوں کا ذکر مجھ پر واجب ہے ان میں سب سے پہلے میں محترم استاد و

زیرِ نظر مقالہ پانچ ابواب پر مشتمل ہے:

باب اوّل ''داؤد رہبر احوال و آثار'' تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ ان کی حیات کے عنوان سے ہے۔ اس میں ان کا خاندانی پس منظر، شجرہ نسب، پیدائش، تعلیم، ملازمت، شادی، اولاد اور ادبی زندگی کے بارے میں تفصیل بیان کی گئی ہے۔ جن میں ۱۹۲۹ء سے ۱۹۴۹ء تک لاہور میں قیام، پی ایچ۔ڈی اور ملازمت کی غرض سے مختلف ممالک میں قیام، ریٹائرمنٹ کے بعد کا زمانہ، انٹرنیشنل اسلامک کلوکیم میں شرکت اور مذہب کی تبدیلی کے حوالے سے تفاصیل شامل ہیں۔ دوسرے حصے میں ان کی شخصیت کا بحیثیت استاد، بحیثیت شوہر اور باپ ذکر کیا گیا ہے اور ان کی تہذیبی و تخلیقی شخصیت کو بھی قارئین کے سامنے لایا گیا ہے۔ تیسرے اور آخری حصے میں ان کی تصانیف کا اجمالاً ذکر کیا گیا ہے۔

مذکورہ باب کو وقیع بنانے کے لیے داؤد رہبر کی یادداشت ''Memories And Meanings'' اور ان کی اپنے والد پر لکھی گئی کتاب ''Faith of a Lay Muslim'' کو بنیاد بنایا گیا ہے۔ اس ضمن میں ان کے عزیز و اقارب سے انٹرویوز اور خط و کتابت سے مدد لی گئی۔ رسائل و جرائد میں بکھرا مواد بھی معاون رہا۔ اس باب کی تکمیل میں داؤد رہبر کے تایا زاد بھائی ضیا محی الدین، ان کے بھانجے نوید ریاض، کلاس فیلوز ڈاکٹر جاوید اقبال اور ظفر احمد چودھری نے ان کی گھریلو زندگی اور زمانۂ طالب علمی کے بارے میں بہت سی معلومات بہم پہنچائیں، ڈاکٹر نعمان الحق سے گفتگو بھی سیر حاصل رہی۔

باب دوم: ''داؤد رہبر بہ طور شاعر'' کے عنوان سے ہے۔ یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ داؤد شاعر بھی تھے۔ زیرِ نظر باب میں غزل کے مباحث اور ان کی شاعری کا موضوعاتی اور اسلوبیاتی حوالوں سے تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کی غزل روایتی غزل کے معیار پر پورا اترتی ہے یا نہیں۔ کیا ان کی

شاعری میں ان کے ماضی کی بازگشت سنائی دیتی ہے یا پھر انہوں نے لفظوں کی بازی گری سے ایک ضخیم کلیات ترتیب دے دی ہے۔ مذکورہ باب اس طرح کے تمام سوالات کا احاطہ کرتے ہوئے ان کی شاعرانہ قدر و قیمت کا تعین کرتا ہے۔

باب سوم: ''داؤد رہبر بہ طور عالم ادیان'' سے متعلق ہے۔ داؤد رہبر کی بنیادی پہچان مذاہب کے تقابلی مطالعے کے حوالے سے ہے۔ مقالے کے تیسرے باب میں ان کے اسی حوالے کو تحقیقی و تنقیدی نکتہ نظر سے دیکھا گیا ہے۔ انھوں نے ہندومت، بدھ مت، مسیحیت، چینی اور اسلامی تہذیب کے عناصر کو کس نظریے سے بیان کیا ہے؟ ان بڑے مذاہب میں انھوں نے سب سے بہترین اور الہامی مذہب کسے قرار دیا؟ مذاہب کے بارے میں ان کا مطالعہ اور علم کس قدر عمیق ہے؟ اس باب میں ایسے تمام سوالات کے جوابات دینے کی سعی کی گئی ہے۔

باب چہارم: کا عنوان ''داؤد رہبر بہ طور نثر نگار'' ہے۔ داؤد رہبر کی ادبی حیثیت ہمہ جہت ہے۔ اس لیے اس باب میں مزید ذیلی حصے بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ ان کی شخصیت کا بہ طور نقاد، موسیقار، مکتوب نگار اور خاکہ نگار تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ ان کے تخلیقی عمل نے روایت میں جدت کا امتزاج کس طرح کیا؟ ان کی ناقدانہ بصیرت کا معیار کیا ہے؟ الیکٹرانک میڈیا کے اس جدید دور میں اگر انھوں نے مکتوب نویسی کی روایت کو زندہ رکھا تو اس کا مقصد کیا تھا؟ دیس بدیس کی کہانیوں نے انھیں خاکہ نگار کیسے بنا دیا اور فنونِ لطیفہ سے ان کی دل چسپی نے اردو ادب کو کیا دیا؟ اس طرح کے سوالات کا احاطہ مذکورہ باب میں کیا گیا ہے۔

باب پنجم: ''داؤد رہبر بہ طور مترجم اور محقق'' کے عنوان سے ہے۔ زیر نظر مقالے کے اس باب میں ترجمے کے حوالے سے ان کے تخلیقی عمل کا جائزہ لیا گیا ہے۔ داؤد رہبر نے انگریزی سے اردو اور اردو سے انگریزی زبان میں تراجم کیے۔ اصل متن اور ترجمے کا موازنہ کرکے ان کے تراجم کی فنی اور معنوی حیثیت کا تعین کیا گیا ہے۔ تحقیق کے ضمن میں داؤد رہبر کے پی ایچ۔ڈی کے مقالے کو سامنے رکھ کر اصول تحقیق کی روشنی میں اس کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

آخر میں محاکمہ ہے جس میں درج بالا تمام ابواب کے نتائج پیش کیے گئے ہیں اور مباحث کو سمیٹتے